استعمال کرنے کی اجازت اسلام میں دی گئی ہے، لیکن وہ بھی صرف اس صورت میں ہے جبکہ امام وقت اس کو سپاہیوں میں تقسیم کرکے انھیں سپاہیوں کی ملک قرار دے دے، تاکہ ایک سپاہی کا تعلق جس کنیز یا جن کنیزوں سے ہو، انھیں تک اس کا تعلق شہوانی محدود رہے اور دوسرے کسی شخص کے لیے ان کے ساتھ یہ تعلق جائز نہ ہو، نیز حکومت کے توسط سے قانونی طور پر یہ تعلق قائم ہونے کے بعد سوسائٹی میں یہ بات معلوم و معروف رہے کہ یہ خاص عورت فلاں خاص مرد کی ہے (یعنی وہی فائدہ جو نکاح کا ہے) اس سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام حالت جنگ میں اپنی فوجوں کی شہوانی ضروریات پوری کرنے کے لیے اخلاقی قیود میں ذرہ برابر بھی کوئی ڈھیل پیدا نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس وہ چاہتا ہے کہ جائز تعلق شہوانی کے مواقع میسر آنے تک وہ ضبط نفس سے کام لیں، خواہ یہ موقع میسر آنے میں کتنے برس لگ جائیں۔ البتہ حدیث کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی کمزوریوں کا لحاظ کرتے ہوئے حکومت کا فرض یہ دیکھنا بھی ہے کہ اس کے سپاہی زیادہ مدت تک اپنی عورتوں سے علیحدہ رہنے اور اسی طرح ان کی عورتیں اپنے مردوں سے جدا رہنے کی بنا پر کسی بد اخلاقی میں مبتلا نہ ہونے پائیں۔ یہی غرض تھی جس کی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

حرمۃ نساء المجاھدین علی القاعدین کحرمۃ امھاتھم — مجاہدین کی بیویاں پیچھے رہنے والے مردوں کے لیے اپنی ماؤں کی طرح حرام ہیں۔

اور یہ کہ:-

ما من رجل من القاعدین یخلف رجلاً من المجاھدین فی اھلہ فیخونہ فیھم الا وقف لہ یوم القیامۃ فیاخذ من عملہ ما شاء — فما ظنکم؟ — جو شخص پیچھے رہنے والوں میں سے کسی مجاہد کی بیوی کے معاملہ میں خیانت کا ارتکاب کرے گا وہ قیامت کے روز اس مجاہد کے سامنے پیش کر دیا جائے گا کہ اس خائن کے اعمال خیر میں سے جو کچھ چاہے لے لے۔ پھر تم کیا گمان کرتے ہو کہ وہ اس کے

اور یہی غرض تھی جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے ایک مجاہد کی بیوی کو اس کے فراق میں شتاقانہ اشعار گاتے ہوئے سن کر یہ حکم دیا تھا کہ سپاہیوں کو اتنی زیادہ طویل مدت تک ان کی بیویوں سے جدا نہ رکھا جائے جس میں ان کے بد اخلاقی سے ملوث ہو جانے کا احتمال ہو۔ بالفاظ دیگر فوج میں رخصت ( ) کا سسٹم اسلامی حکومت میں زیادہ تر اسی غرض کے لیے جاری کیا گیا تھا۔

آپ کا یہ سوال کہ کنیزوں کے استعمال کی اجازت کیا قحبہ گری ( ) کو قانونی جواز دینے کی ہم معنی نہ تھی یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ یا تو قحبہ گری کے معنی سے ذہول برت رہے ہیں، یا کنیزوں سے تمتع کی صحیح حیثیت آپ کے سامنے نہیں ہے۔ قحبہ گری دراصل اس چیز کو کہتے ہیں کہ ایک مرد کسی عورت کا جسم کرایہ پر مستعار حاصل کرے۔ اور شوقیہ قحبہ گری یہ ہے کہ کسی متعین کرایہ کے بغیر (جا ہے ہدیوں اور تحفوں کی مقدار مارکیٹ ریٹ سے بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہو) یہ مستعار تعلق قائم ہو۔ لیکن کنیز کے ساتھ تمتع سرے سے مستعار تو ہی نہیں، بلکہ جب تک وہ کنیز اس شخص کی ملکیت میں ہے، وہ ایسا ہی ایک مستقل تعلق ہے جیسا زوجین میں ہوا کرتا ہے اور اسی کے از روئے قانون اولاد کا نسب اسی طرح ثابت ہوتا ہے جس طرح نکاح سے ثابت ہوتا ہے۔

المہدی کی علامات اور نظام دین میں اسکی حیثیت

سوال:- ظہور مہدی کے متعلق آپ نے رسالہ تجدید احیائے دین میں جو کچھ لکھا ہے اس میں اختلاف کا ایک پہلو یہ ہے کہ

کہ آپ مہدی موعود کے لیے کوئی امتیازی و اختصاصی علامات تسلیم نہیں کرتے، حالانکہ احادیث میں واضح طور پر علامات مہدی کا تذکرہ موجود ہے۔ آخر اس سلسلۂ روایات سے چشم پوشی کیسے کی جاسکتی ہے؟

جواب: ظہور مہدی کے متعلق جو روایات ہیں، ان کے متعلق ناقدین حدیث نے اس قدر سخت تنقید کی ہے کہ ایک گروہ سرے سے اس بات کا قائل ہی نہیں رہا ہے کہ امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ اسماء الرجال کی تنقید سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان احادیث کے اکثر رواۃ شیعہ ہیں تاریخ سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر گروہ نے سیاسی و مذہبی اغراض کے لیے ان احادیث کو استعمال کیا ہے اور اپنے کسی آدمی پر ان کی مندرجہ علامات کو چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان وجوہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نفس ظہور مہدی کی خبر کی حد تک تو یہ روایات صحیح ہیں لیکن تفصیلی علامات کا بیشتر بیان غالباً وضعی ہے اور اہل غرض نے شاید بعد میں ان چیزوں کو اصل ارشاد نبوی پر اضافہ کیا ہے۔ مختلف زمانوں میں جن لوگوں نے مہدی موعود ہونے کے جھوٹے دعوے کیے ہیں، ان کے لٹریچر میں بھی آپ دیکھیں گے کہ ان کی ساری فتنہ پردازی کے لیے مواد انھیں روایات نے بہم پہنچایا ہے۔

میں نے جہاں تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئیوں پر غور کیا ہے، ان کا انداز یہ نہیں ہوتا کہ کسی آنے والی چیز کی علامات و تفصیلات اس طریقے سے کبھی آپ نے بیان کی ہوں جس طرح ظہور مہدی کی احادیث میں پائی جاتی ہیں۔ آپ بڑی بڑی اصولی علامات تو ضرور بیان فرمادیا کرتے تھے، لیکن جزئی تفصیلات بیان کرنا آپ کا طریقہ نہ تھا۔

سوال: ضرورت بعثت مہدی کو "تجدید و احیائے دین" میں تسلیم تو کر لیا گیا ہے، لیکن مہدی کا کیا کام ہوگا، اس مسئلہ کو نقلی تائید کے بغیر محض اپنے لفظوں میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ احادیث شریفہ کی روشنی میں اس کی تفصیل کی جائے تو مناسب ہے۔ نیز مہدی موعود کے مراتب و خصوصیات اور ضرورت اطاعت مہدی وغیرہ پر کوئی بحث نہیں کی گئی ہے، بلکہ عام مجددین میں شمار کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ مجدد کامل اور مجدد ناقص کی تقسیم سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ غالباً یہاں "مجدد" کا لفظ بجائے لغت استعمال ہوا ہے، اصطلاحاً نہیں۔ تاہم جبکہ مجدد معصوم عن الخطا نہیں ہوتا اور مہدی موعود کو معصوم عن الخطا ہونا ضروری ہے تو پھر اس بین فرق کے ہوتے ہوئے مہدی موعود کو مجدد کی فہرست میں کیسے شمار کیا جاسکتا ہے؟

جواب: اول تو خود لفظ "مہدی" پر غور کرنا چاہیے جو حدیث میں استعمال کیا گیا ہے۔ حضور نے مہدی کا لفظ استعمال فرمایا ہے، جس کے معنی ہیں ہدایت یافتہ کے، "ہادی" کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے: مہدی ہر وہ سردار، لیڈر، اور امیر ہو سکتا ہے جو راہ راست پر ہو "المہدی" زیادہ سے زیادہ خصوصیت کے لیے استعمال ہوگا جس سے آنے والے کی کسی خاص امتیازی شان کا اظہار مقصود ہے۔ اور وہ امتیازی شان حدیث میں اس طرح بیان کر دی گئی ہے کہ آنے والا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظام درہم برہم ہو جانے اور ظلم و جور سے زمین کے بھر جانے کے بعد از سر نو خلافت کو منہاج نبوت پر قائم کرے گا اور زمین کو عدل سے بھر دے گا۔ پس یہی چیز ہے جس کی وجہ سے اس کو مختص و ممتاز کرنے کے لیے "مہدی" پر "ال" داخل کیا گیا ہے۔ لیکن یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کہ مہدی کے نام سے دین میں کوئی خاص منصب قائم کیا ہے، جس پر ایمان لانا اور جس کی معرفت حاصل کرنا ویسا ہی ضروری ہو جیسا انبیا پر ایمان لانا، اور اس کی اطاعت بھی شرط نجات اور شرط اسلام و ایمان ہو۔ نیز اس خیال کے لیے بھی حدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے کہ مہدی کوئی امام معصوم ہوگا۔ در اصل یہ معصومیت غیر انبیاء کا تخیل ایک خالص شیعی تخیل ہے جس کی کوئی سند کتاب و سنت میں موجود نہیں ہے۔